

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللّٰهُمَّ رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِ

مقالہ نگار: پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

صدر : گورنمنٹ کالج پرنسپلز ویلفیئر ایسوسی ایشن آف سندھ
پرنسپل : پاکستان شپ اونرز گورنمنٹ ڈگری کالج نارتھ ناظم آباد
چیف ایڈیٹر: علوم اسلامیہ انٹرنیشنل

بمعنوان: زکوٰۃ انفرادی واجتماعی خوشحالی کا ذریعہ ہے

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں (تقابلی تجزیہ)

زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور مال کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے، اسلام انسان کی تطہیر کا خواہش مند ہے، جسے قرآن کریم نے تذکیہ سے تعبیر کیا ہے۔ تطہیر جسمانی کے ساتھ فکری، قلبی، مالی بھی مطلوب ہے اور اسے دیگر عبادات کی طرح عین عبادت فرض قرار دیا گیا ہے۔ کوئی شخص خواہ کتنی ہی جسمانی عبادات کر لے اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک مالی عبادت کا عقیدہ نہ رکھے، اور اگر مالدار ہے تو اس پر عمل نہ کرے۔

اسلامی نظام معیشت میں زکوٰۃ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، جس کے بغیر حقوق العباد کی ادائیگی ممکن نہیں ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر انفرادی واجتماعی خوشحالی ایک خواب کے سوا کچھ نہیں ہے، بلکہ عتاب خداوندی کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے منکرین اسلام کو تو قابل معافی سمجھا، منکرین زکوٰۃ کو واجب القتل قرار دیا۔

زکوٰۃ کی تعریف و تعارف:

اسلامی نظام معیشت میں اہم مالی مدیں یہ ہیں: {۱} عشر، {۲} خراج، {۳} جزیہ، {۴} زکوٰۃ، {۵} صدقات خیرات، {۶} مال فئی، {۷} خمس، {۸} ٹیکس، {۹} کراء الارض، {۱۰} عشر، {۱۱} اموال فاضلہ، {۱۲} اوقاف (۱)
کفالت عامہ کا بنیادی ذریعہ زکوٰۃ ہے، زکوٰۃ چار قسم کے اموال پر فرض ہے۔ ۱۔ جانور پر، ۲۔ سونے چاندی پر، ۳۔ ہر قسم کے مال تجارت پر، ۴۔ بھتی اور درختوں کے مال پر۔ (۲) المنجد میں زکوٰۃ کی جمع زکاؤ و زکوات بیان کی گئی ہے۔ (۳) زکوٰۃ کا لفظ قرآن کریم میں ۳۵ سے زائد مقامات پر (۴) آیا ہے۔ اور دس سے زائد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ {۱} بمعنی الأقرب إلى المصلحة (۵)، {۲} بمعنی الحلال، (۶) {۳} بمعنی الحسن واللطافة (۷)، {۴} بمعنی العلاج والصيانة (۸)، {۵} بمعنی الاحتراز عن الفواحش (۹)، {۶} بمعنی اطاعت و اقبال علی الخدمة (۱۰)، {۷} بمعنی التوحيد والشهادة (۱۱)، {۸} بمعنی الثناء والحمد (۱۲)، {۹} بمعنی النقاء والطهارة (۱۳)، {۱۰} بمعنی اداء الزکوٰۃ الشرعیة (۱۴) مزید دیکھئے۔ (۱۵) امام ماوردی نے لکھا ہے زکوٰۃ اور صدقہ کے الفاظ اگرچہ الگ الگ ہیں لیکن ہم معنی ہیں۔ (۱۶) ابن نجیم نے فقہ حنفی کی رو سے زکوٰۃ کی شرعی تعریف یہ کی ہے:

هی تمليك المال إلى فقير مسلم غیر هاشمی ولا مولاة بشرط قطع المنفعة عن المالك من كل وجه

للہ تعالیٰ (۱۷) مزید شرعی تعریفات کے لئے موسوعۃ نظرۃ النعیم ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ (۱۸)

قرآن کریم میں مال کو انسانیت کی بقاء اور انسانیت کے قیام کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے:

أَمْوَالُكُمْ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا (۱۹)

زندگی کا قیام و دوام مال کے ذریعہ ہے۔

قرآن نے آج سے چودہ سو سال پہلے واضح کر دیا کہ زندگی میں مال بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں: میرے علم کے مطابق قرآن کریم ہی وہ پہلی دینی کتاب ہے جس میں آمدنی کے وسائل کے متعلق بہت کم تفصیلیں ملتی ہیں لیکن خرچ کے متعلق انتہائی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کس کو کتنی رقم دی جائے۔ (۲۰) کہاں کہاں خرچ کی جائے۔ قرآن میں زکوٰۃ کا حکم آیا ہے لیکن اموال، زکوٰۃ کی مقدار، سال کی شرط، اور نصاب کا تذکرہ نہیں ہے۔ (۲۱) یہ سب تفصیلات ہمیں سیرت طیبہ ﷺ ہی سے معلوم ہوتی ہیں، بالخصوص زیر بحث موضوع زکوٰۃ کے حوالہ سے مصارف زکوٰۃ کو بیان و متعین کرنے کی حکمت ہی یہ ہے کہ حکمران اپنی ترجیحات قائم کر کے (جیسا کہ ہمارے حکمران نظام زکوٰۃ کے ساتھ کرتے آئے ہیں) لوگوں کو نقصان نہ پہنچا سکے اور لوگ بھی حکومت کو پریشلا نہ کر کے مجبور نہ کر سکیں، جیسا کہ سورہ توبہ (۲۲) سے معلوم ہوتا ہے۔ کچھ غیر مستحق لوگوں نے (۲۳) آپ ﷺ سے زکوٰۃ لینے چاہی مگر آپ ﷺ نے ان کی رضا پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ترجیح دی، غریبوں کے حق پر غیروں کو قابض نہیں ہونے دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنی ذات سمیت اپنے خاندان اور نسل کے لئے بھی زکوٰۃ کے استعمال کو ممنوع قرار دیا۔ جیسا کہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے لکھا ہے ”یہ نہایت اہم بات ہے کہ اسلام کے سوا دنیا کی کسی اور قوم نے سرکاری آمدنی کو حکمران کی ذات کے لئے ممنوع قرار نہیں دیا۔ (۲۴) اسی وجہ سے اکثر علماء کی رائے ہے سید کا زکوٰۃ لینا منع ہے۔ (لیکن اس موقع پر مولانا عبدالقدوس ہاشمی کی رائے بھی قابل مطالعہ ہے۔) (۲۵) آج صورت حال یہ ہے کہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے جو دیتے ہیں وہ پوری نہیں دیتے اور جو کچھ حکومت تک پہنچتا ہے وہ غریبوں تک نہیں پہنچتا یا زکوٰۃ سے جو مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوتا، ایک ماہر معاشیات کے تجزیہ کے مطابق پاکستان میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں کروڑ پتی لوگ موجود ہیں۔ ایک شخص جس کے پاس دس کروڑ روپے ہوں اس کی سالانہ زکاۃ پچیس لاکھ روپے بنتی ہے۔ اگر ایک شہر میں صرف ایک کروڑ پتی رہتا ہو جو ایمانداری سے اپنی زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو چند سالوں میں ہی اس شہر کے بیشتر محتاجوں اور مسکینوں کے معاشی مسائل حل ہو سکتے ہیں، اور اگر پاکستان کے ہر شہر اور علاقے کے تمام صاحب نصاب افراد اپنی اپنی زکوٰۃ ادا کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہر شہر اور علاقہ معاشی لحاظ سے خوش حال نہ ہو۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان کی سالانہ زکوٰۃ پانچ ارب روپے بنتی ہے۔ صرف ایک سال کی زکوٰۃ سے اگر مستحقین کے لئے اوسط درجے کے مکان تعمیر کئے جائیں تو دو لاکھ مکان تعمیر ہو سکتے ہیں، اتنی ہی رقم میں اگر یتیم اور بے سہارا بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا مقصود ہو تو سارے ملک میں ایک سال کی زکوٰۃ سے تین سو ایسے مراکز تعمیر کئے جاسکتے ہیں جن میں ایک لاکھ ستر ہزار بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر ملک میں صحیح طریقے سے نظام زکوٰۃ نافذ ہو جائے تو چند ہی سالوں کے اندر اندر پورے ملک میں عظیم معاشی انقلاب بپا ہو سکتا ہے۔ زکوٰۃ کے فیوض و برکات کا ایک دوسرے پہلو سے بھی جائزہ لیجئے۔ صرف ایک سال کی زکوٰۃ پانچ ارب روپے بنتی ہے۔ اس سے دو لاکھ بے خانماں لوگوں کو جو گھر میسر آئیں گے، ایک لاکھ ستر ہزار بچوں کی کفالت ہوگی، وہ اپنی جگہ لیکن دو لاکھ مکانوں کی تعمیر یا تین سو مراکز کی تعمیر کے لئے پانچ ارب روپیہ گردش میں آئے گا۔ جس کا کثیر حصہ کاریگروں، مستزیوں، مزدوروں اور دوکانداروں کے ہاتھوں میں جائے گا جو براہ راست عام آدمی کی خوشحالی کا باعث بنے گا۔ گویا زکوٰۃ کا حکم ایک ایسا کثیر المقاصد عمل ہے جو دین کی تکمیل اور تقرب الی اللہ کے علاوہ ایک عام آدمی سے لے کر پورے ملک کی اجتماعی خوشحالی کا ضامن ہے۔ (۲۶) یہی وجہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد مدینہ کی اسلامی ریاست میں اس قدر خوش حالی ہوگئی تھی کہ زکوٰۃ دینے والے بہت تھے اور لینے والا کوئی نہ تھا۔

زکوٰۃ کی اسی اہمیت کے پیش نظر ابو بکر صدیق ؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا۔ (۲۷) علماء نے صراحت کی ہے، زکوٰۃ کا منکر اجماع صحابہؓ کی روشنی میں کافر ہے۔ (۲۸) آپ ﷺ نے زکوٰۃ کو ارکان اسلام میں سے ایک رکن قرار دیا ہے۔ (۲۹) البتہ زکوٰۃ دیگر

عبادات کے مقابلہ میں صرف مالدار پر فرض ہے اور دیگر عبادات کے مقابلہ میں مالی عبادت ہونے کے علاوہ اللہ کے ساتھ بندوں کا حق بھی ہے۔ (۳۰)

آسمانی مذاہب میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے انفرادی و اجتماعی فوائد

ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں: جہاں تک آسمانی مذاہب کا تعلق ہے تو انہوں نے غریبوں اور کمزوروں کے ساتھ نیک سلوک کی بڑی قوت کے ساتھ اور بڑے موثر انداز میں تبلیغ کی ہے اور آسمانی مذاہب میں غریبوں سے حسن سلوک کی ہدایات ہر دنیاوی مذہب اور ہر ارضی قانون سے زیادہ اور ممتاز ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ کسی نبی کی دعوت غریبوں کی امداد کے اس انسانی پہلو سے خالی نہیں ہے جس کو قرآن نے زکوٰۃ کہا ہے۔ (۳۱)

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا چنانچہ اگر اس سلسلے میں ہم قرآن کریم کی جانب توجہ کریں، جو انسانیت کے پاس باقی رہنے والا مستند ترین آسمانی صحیفہ ہے۔ تو ہم دیکھیں گے کہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَجَعَلْنَاهُمْ أَيْمَةً يَهْتَدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ (۳۲)

اور ہم نے ان کو امام بنا دیا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے انہیں وحی کے ذریعے نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی، اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔ حضرت اسماعیلؑ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن ارشاد کرتا ہے کہ:

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا (۳۳)

اور اس کتاب میں اسماعیلؑ کا ذکر کرو، وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول و نبی تھا وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھا۔ بنی اسرائیل کے میثاق کا اس طرح ذکر ہوا ہے:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ (۳۴)

یاد کرو، اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ اس میثاق کا دوسرے مقام پر ان الفاظ میں ذکر ہوا۔

اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان میں بارہ نقیب مقرر کئے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں کو مانا اور ان کی مدد کی اور اپنے خدا کو اچھا قرض دیتے رہے تو یقین رکھو کہ میں تمہاری برائیاں تم سے زائل کر دوں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی مگر اس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کی روش اختیار کی تو درحقیقت اس نے سواء السبیل گم کر

دی۔ (۳۵)

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس مذہب میں سرکاری آمدنی کے ذرائع یعنی کن کن چیزوں پر ٹیکس لیا جائے اس کی تفصیل تو ہمیں ملتی ہے (مثلاً توریت میں) لیکن کن کن مدت میں انہیں خرچ کیا جائے اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ (۳۶)

لیکن اس سلسلے میں مجھے یہودی کتب مقدسہ سے جو پہلول سکے ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔

تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل پر زمین کی پیداوار اور جانوروں میں ایک عشر یعنی دسواں حصہ تھا۔ (۳۷) نیز ہر بیس برس یا اس سے زیادہ عمر والے پر خواہ امیر ہو یا غریب آدھا مثقال دینا واجب ہے۔ (۳۸) ساتھ ہی گرا پڑا اناج، کھلیان کی منتشر بالیں اور پھل والے درختوں میں کچھ پھل چھوڑ دیتے تھے، جو مال کی زکوٰۃ تھی اور یہ عملاً ہر تیسرے سال واجب الادا ہوتی تھی۔ یہ رقم بیت المقدس کے خزانہ میں جمع کی جاتی تھی۔ اس کا ساٹھواں حصہ مذہبی عہدہ دار پاتے تھے، دسواں حصہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولادیں قومی خاندانی کاہن ہونے کی حیثیت سے لیتی تھیں اور ہر تیسرے سال میں دسواں حصہ بیت المقدس کے حاجیوں کی مہمانی کے لئے رکھا جاتا تھا۔ اسی مد سے عام مسافروں، غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کو روزانہ کھانا پکا کر تقسیم کیا جاتا تھا۔ اور نقد آدھے مثقال والی زکوٰۃ کی رقم، جماعت کے خیمہ (یا مسجد بیت المقدس) اور قربانی کے ظروف و آلات کی خریداری کے لئے رہتی تھی۔ (۳۹) تورات کے زمانے میں چونکہ دولت زیادہ تر صرف زمین کی پیداوار اور جانوروں کے گلوں تک محدود تھی اس لئے ان ہی دونوں چیزوں کی زکوٰۃ کا زیادہ ذکر آیا ہے۔ سونا چاندی اور ان کے سکوں کی چونکہ قلت تھی اس لئے ان کی زکوٰۃ کا ذکر ایک دو جگہ ہے۔ اسی بناء پر یہودیوں نے نقد زکوٰۃ کی اہمیت محسوس نہیں کی۔

یہودی مذہب میں بھی سود لینا ممنوع تھا۔ سفر تثنیہ میں واضح حکم ہے: لا تقترض أخاك بربا (۴۰) موسیٰ کی دس وصیتوں میں ایک وصیت یہ تھی چوری، غصب، قبضہ کے ذریعہ مال حاصل نہ کرو۔ (۴۱) اس زمانہ میں بھی مال کی تقسیم کا تصور موجود تھا، جب یہود کنعان میں داخل ہوئے تو وہاں قبیلوں کے نام کی قرعہ اندازی کر کے ان میں زمین تقسیم کی گئی تھی۔ (۴۲) بعد میں یہودیوں میں مال کی حرص آ گئی، انہوں نے سودی کاروبار اور جمع مال کی ساری صورتیں اختیار کر لیں۔ (۴۳) قرآن کریم نے ان کی اسی خصلت کی طرف سورۃ القصص (۴۴) اور النساء (۴۵) میں اشارہ کیا ہے: بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بنی اسرائیل کے تین افراد کوڑھی، گنجه اور نابینا کا طویل قصہ بیان کیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے صحت دے کر مال دے کر آزمایا جب ان سے فرشتے نے ضرورت مند بن کر امتحان کے لئے مدد چاہی تو سوائے نابینا کے کسی نے غریب کو مال نہیں دیا، نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ویسا ہی کر دیا جیسے پہلے تھے۔ (۴۶) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مال سے زکوٰۃ ادا کرنے کا تصور موجود تھا۔ آج دنیا کا سب سے بڑا سود خور یہی یہودی ہے، دنیا کے بیشتر بینکوں کے مالک یہودی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عرصہ دعوت بہت مختصر ہے، مگر انہوں نے بھی فقراء و محرومین کو دینے کی طرف رغبت دلائی ہے۔ (۴۷) حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے یہ الفاظ وارد ہوئے:

وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا. (۴۸)

اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے جب تک میں زندہ ہوں۔

اور تمام اہل کتاب کے بارے میں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝ (۴۹)

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل

یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی نہایت صحیح درست دین ہے۔

انجیل کے جو عہد قدیم اور عہد جدید کے نسخے آج ہمارے درمیان موجود ہیں ان میں بھی متعدد مقامات پر غریبوں سے حسن سلوک کی خاص تاکید اور مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور کمزوروں سے ہمدردی کی بڑی واضح ہدایات ملتی ہیں۔ چنانچہ تورات میں وارد ہے کہ:

جو شخص مسکین کی آواز سے کان بند کر لے، وہ خود بھی چیخیں مارے گا اور کوئی اس کی نہ سنے گا، اور چھپا کر ہدیہ دینے سے غضب (الہی) ٹھنڈا ہوتا ہے۔ (۵۰)

اصحاب میں یہ الفاظ ہیں کہ: مدد کرنے والے نیکو کار (کے مال) میں برکت ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے کھانے میں سے غریب کو بھی دیتا ہے۔ (۵۱) منقول ہے: جو غریب کو دے گا وہ خود کبھی محتاج نہ ہوگا اور جو غریب کی طرف آنکھیں بند کرے اس پر (خدا کی) لعنتیں ہوں۔ (۵۲)

سفر التثنیہ اصحاب میں یہ الفاظ ہیں کہ: اگر تمہارے دروازے پر کوئی تمہارا غریب بھائی پڑا ہو اور تمہاری اس زمین میں موجود ہے جو تمہارے خدا نے تمہیں دی ہے تو سخت دل نہ بن جاؤ، اور اپنے ہاتھ نہ باندھ لو بلکہ ہاتھوں کو کھول کر اس کی ضرورت کے مطابق اسے قرض ہی دے دو، لیکن دیتے وقت تمہارا دل نہ دکھ رہا ہو، کیونکہ (اگر قرض حسنہ دو گے) تو تمہارا خدا تمہارے سارے کاموں میں برکت دے گا اور جس شے کی طرف تم ہاتھ بڑھاؤ گے اسی میں برکت پیدا ہو جائے گی۔ تمہاری سر زمین میں غریبوں کی کمی نہیں ہے اس لئے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ اپنے مسکین اور غریب بھائی کے لئے کھلے رکھو۔ (۵۳)

اصحاب میں یہ الفاظ ہیں کہ: ہر سال کی زرعی پیداوار کا جو عشرتم ہر تین سال کے آخر میں دیتے ہو اور اسے اپنے گھر کے دروازے پر رکھ دیتے ہو اور لادی (فرزند یعقوب) آتا ہے کیونکہ اس کا تمہارے ساتھ کوئی حصہ نہیں ہے اور تمہارے دروازے پر جو غریب، یتیم اور بیوائیں موجود ہوتے ہیں وہ یہ (کھانا) کھا کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور تمہارا خداوند تمہارے ہر عمل میں برکت دیتا ہے۔ (۵۴)

انجیل لوقا میں ہے کہ: اپنے مال کو فروخت کر کے صدقہ ادا کرو۔ (۵۵) انجیل لوقا میں ہے کہ: جس کے پاس دو کپڑے ہوں وہ (ایک) کپڑا اسے دیدے جس کے پاس (بالکل) نہیں ہیں، اور جس کے پاس کھانے کو ہو وہ اسے بھی کھلائے جس کے پاس کھانے کو نہیں ہے۔ (۵۶)

اصحاب میں ہے: اگر کوئی شخص کھانے پر بلائے تو دوستوں، بھائیوں، رشتہ داروں اور مالدار پڑوسیوں کو نہ بلائے، کیونکہ وہ بھی تمہیں بلائیں گے اور تمہارا بدلہ اتر جائے گا بلکہ بے کس لنگڑے، لو لے اور اندھے مسکینوں کو بلائے تاکہ اس کو خوشخبری ملے کیونکہ یہ مسکین تو بدلہ نہیں چکا سکتے اس لئے ان کا بدلہ روز قیامت نیک لوگوں کے ساتھ ادا کیا جائے گا۔ (۵۷) مزید وارد ہے: اللہ کے خزانے میں مالدار (روپوں کی) تھیلیاں لا کر ڈالتے ہیں اور ایک بیوہ مسکین دو پیسے لا کر ڈالتی ہے تو قسم بخدا، اس بیوہ کے دو پیسے (خدا کے نزدیک) مالداروں کی تھیلیوں سے قیمتی ہیں، کیونکہ مالداروں نے اللہ کی دولت میں سے کچھ لا کر ڈالا ہے۔ اور اس غریب بیوہ نے تنگدستی کے باوجود اپنی ساری پونجی نذر کر دی ہے۔ (۵۸) اصحاب میں ہے کہ: جو تم سے مانگے اسے دیدو اور جو قرض مانگے اسے قرض دے دو۔ (۵۹) اور یہ ہے: لوگوں کے سامنے صدقہ نہ دو کہ وہ تمہیں دیکھیں، ایسا نہ کرنے سے آسمانوں والے کے پاس تمہارے عمل کا

کوئی اجر نہیں ہوگا، اور جب صدقہ کرو تو لوگوں میں اپنے سامنے ڈھول پٹواتے نہ جاؤ، جیسے دکھاوا کرنے والے ہیں تاکہ لوگوں میں ان کی تعریف و ستائش ہو حق بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان کی نیکی کا صلہ مل چکا ہے، بہر حال جب تم صدقہ کرو تو تمہارے بائیں ہاتھ کو یہ معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے۔ تمہارا باپ (خدا) تمہاری اس پوشیدہ نیکی کو دیکھ رہا ہے اور وہ کھلم کھلا تمہیں بدلہ دے گا۔ (۶۰) مزید لکھا ہے: جو شخص شاگرد سمجھ کر ان غریب بچوں کو ایک گلاس ٹھنڈا پانی پلا دے گا حق بات یہ ہے کہ اُس کا اجر ضائع نہیں ہوگا۔ (۶۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شریعت موسیٰ کے ان ظاہری قواعد میں کوئی ترمیم نہیں کی، بلکہ ان کی روحانی کیفیت پر زیادہ زور دیا۔ انجیل لوقا میں ہے کہ: جو اپنا عشر (زکوٰۃ) ریا، نمائش اور فخر کے لئے دیتا ہے، اس سے وہ شخص بہتر ہے جو اپنے تصور پر نام ہے۔ (۶۲) اسی انجیل کے ۲۱ ویں باب کی پہلی آیت میں ہے: اگر کوئی دولت مند ہیکل کے خزانہ میں اپنی زکوٰۃ کی بڑی رقم ڈالے، اور اس کے مقابلے میں کوئی غریب بیوہ خلوص دل سے دو دھڑی ڈالے تو اس کی زکوٰۃ کا رتبہ اس دولتمند کی زکوٰۃ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ (۶۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو ترغیب دی کہ جس کے پاس جو کچھ ہو وہ خدا کی راہ میں لٹا دے اس لئے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزر جانا آسان ہے، مگر دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔ (۶۴) ساتھ ہی انہوں نے خود اپنی طرف سے نیز اپنے رفیق کی طرف سے اپنی ناداری کے باوجود آدھے مثقال والی زکوٰۃ ادا کی۔ (۶۵)

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی مالی مدد کا تصور:

عرب جو آسمانی وغیر آسمانی مذاہب کا مجموعہ تھا اس معاشرہ میں بھی کفالت عامہ کا تصور موجود تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں، مشرکوں کے ہاں بھی ایک طرح کی زکوٰۃ پائی جاتی تھی، یہ لوگ اپنی پیداوار کا ایک حصہ اپنے بتوں کو دیتے تھے۔ قرآن کریم نے طنز کیا ہے کہ اگر اتفاقاً کسی وجہ سے بتوں کا کچھ حصہ اللہ کے حصہ میں مل جاتا ہے، تو اس سے لے کر دوبارہ بت کو دے دیتے ہیں۔ لیکن اگر مثلاً ہوا کے چلنے سے یا کسی اور وجہ سے اللہ کا کچھ حصہ بتوں کے پاس چلا گیا تو اللہ کو نہیں دلاتے بتوں کو ہی دے دیتے ہیں۔ (۶۶)

بلوغ الارب کے مطابق عربوں میں سخاوت کی بڑی تعریف کی گئی ہے، کلام عرب ایسے لوگوں کی مدح سے بھرا ہوا ہے۔ (۶۷) حاتم طائی کی سخاوت کی داستانیں کس نے نہیں سنین، قصی نے حجاج کی خدمت کے لئے پانچ عہدے مقرر کئے تھے، سقاییہ، رفاہ، حجابہ، لواء، دارالندوہ۔ (۶۸) پہلے تین حجاج کی کفالت کے لئے تھے، آپ ﷺ کے پردادا ہاشم کو ہاشم بھی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مکہ میں قحط کے دنوں میں روٹی چورہ کر کے لوگوں کو کھلائی تھی۔ (۶۹) حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی کے موقع پر آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے جو جیلے کہے اس میں یہ تھا کہ آپ ﷺ غریبوں کی کفالت کرتے ہیں۔ (۷۰) ابو جہل نے انکار نبوت کی وجہ بیان کرتے ہوئے جو بات کہی وہ یہ تھی کہ بنو ہاشم نے لوگوں کو کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا، انہوں نے لوگوں کو سوار یوں پر سوار کرایا تو ہم نے سوار کیا (یعنی جانور لوگوں کو دئے) اب وہ نبوت کا دعویٰ کر کے ہم سے آگے نکلنا چاہتے ہیں تو ہم کیسے نبوت کو تسلیم کریں۔ (۷۱) ابوسفیان نے ہرقل روم کے سامنے جو بیان دیا وہ یہ تھا:

یا مرنّا بالصلاۃ والزکوٰۃ والصلاۃ والعفاف (۷۲)

آپ ﷺ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکبازی کا حکم دیتے ہیں۔

ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی کفالت عامہ اور زکوٰۃ کا تصور موجود تھا، گو کہ یہ تصور انتہائی ناقص تھا۔ ساری

دنیا میں اس استحصالی نظام کے سبب امیر کی امارت غریب کی غربت بڑھتی گئی، یہاں تک کہ یہ تہذیبیں کھوکھلی ہو کر تباہ ہو گئیں۔ امام ابو یوسف لکھتے ہیں:

انما هلك من هلك من الامم لحسبهم الحق حتى يشتري منهم واطهارهم الظلم حتى يفتدى منهم. (۷۳)

ماضی میں جو قومیں تباہ ہو گئیں۔ ان کی تباہی کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے عوام کو ان کے حقوق دینے سے گریز کیا تاکہ عوام ان سے اپنے حقوق کی قیمت ادا کر کے خریدیں اور عوام پر ظلم ڈھائے تاکہ لوگ ان کے مظالم سے بچنے کے لئے انہیں فدیہ (رشوت) ادا کریں۔

زکوٰۃ کے مصارف اور اس کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں

سورہ بقرہ (۷۴) سے معلوم ہوتا ہے بنی اسرائیل سے زکوٰۃ ادا کرنے غریبوں کی کفالت کا عہد لیا گیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے (۷۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔ (۷۶) قرآن کریم نے تقریباً ۵۱ مقامات پر (۷۷) اپنے ماننے والوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے جس میں سے بطور مثال چند یہ ہیں ارشاد ربانی ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرُّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ. (۷۸)

نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو امید ہے تم پر رحم کیا جائے گا۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. (۷۹)

اے نبی ﷺ! تم ان کے اموال سے زکوٰۃ لے کر انہیں گناہوں سے پاک اور صاف کرو، نیز ان کے حق میں دعائے رحمت کرو، کیونکہ تمہاری دعا ان کے لئے موجب تسکین ہوگی، اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۸۰)

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال و دولت دی ہے اور وہ بخیلی سے کام لیتے ہیں اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے لئے بہت ہی برا ہے، اس بخل سے جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں اُسے قیامت کے دن طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُخْلَىٰ عَلَيْهِمْ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لَا نَفْسَكُمْ فذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ○ (۸۱)

دردناک سزا کی خوشخبری سنا دو ان لوگوں کو جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں، اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دھکائی جائے گی، اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو دغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا، لو اب اپنی سیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔

زکوٰۃ کے بارے میں بنیادی احکامات ہمیں قرآن کریم سے معلوم ہوتے ہیں، لیکن اس کے بارے میں تفصیلات جس میں نصاب،

شرائط، حوالان حول وغیرہ کی طرف رہنمائی تعلیمات نبویہ ﷺ سے ملتی ہے، حدیث کی ہر اہم کتاب میں زکوٰۃ پر مستقل کتاب و ابواب محدثین نے قائم کئے ہیں، سب کا احاطہ ناممکن ہے چند احادیث بطور مثال پیش خدمت ہیں، حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا اسلام کے پانچ بنیادی فرائض میں سے ایک فرض ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلاة وايتاء الزكاة والحج وصوم رمضان. (۸۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ۱۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ۲۔ نماز قائم کرنا، ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا، ۴۔ حج کرنا اور ۵۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

آپ ﷺ نے حجة الوداع کے موقع پر اعلان فرمایا: اُذُو زَكَاةٍ اَمْوَالِكُمْ (۸۳) اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، بشیر بن خصاصیہ مسلمان ہونے آئے، انہوں نے بیعت کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو آپ ﷺ نے اس وقت تک بیعت نہیں کیا جب تک انہوں نے ادائیگی کا وعدہ نہیں کر لیا۔ (۸۴) ایک اعرابی نے جنت میں جانے کا طریقہ پوچھا تو آپ ﷺ نے دیگر امور کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا، (۸۵) جب وہ جانے لگا تو فرمایا جسے جنتی دیکھنا ہوا اسے دیکھ لے۔ ایک خاتون کو ننگن پہنے دیکھ کر فرمایا اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (۸۶) صحیح مسلم کی طویل روایت میں زکوٰۃ کو اوساخ الناس۔ (۸۷) لوگوں کا میل قرار دیا ہے تاکہ جو مستحق نہیں وہ اس سے بچیں، آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے اہل و عیال پر زکوٰۃ ممنوع تھی، ایک دفعہ حسنؓ کو زکوٰۃ کی کھجور کھاتے دیکھا تو منہ سے نکلوا دیا۔ فرمایا لآءَ كُلِّ الصَّدَقَةِ (۸۸) تو ازن قائم رکھنے کے لئے جہاں ایک طرف اتنی شدت سے ترغیب دی گئی وہاں لینے والوں کو روکا بھی ہے، فرمایا:

اليَدُ الْعَلِيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى (۸۹)

دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے تاکہ لوگ دینے والے بنیں لینے والے نہیں۔

قرآن کریم میں زکوٰۃ کے مفہوم کی ادائیگی کے لئے صدقۃ کا لفظ بھی مستعمل ہے۔ (۹۰) جیسا کہ میں واضح کر چکا ہوں، حرقوص بن زہیر بن ذی الحویصرہ انسبی یا منافق ابوالجواز نے (۹۱) آپ ﷺ کے تقسیم زکوٰۃ پر اعتراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے از خود زکوٰۃ کے مصارف واضح فرمادیئے، ارشاد ربانی ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْلَفَةَ قُلُوبِهِمْ... الخ (۹۲)

زکوٰۃ تو بس فقراء کے لئے ہیں مساکین کے لئے ہیں، صدقات وصول کرنے پر مامور ملازمین کے لئے ہیں، ان لوگوں کے لئے ہیں، جن کی تالیف قلب مقصود ہو، غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے ہیں، قرضداروں کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے ہیں، اور مسافروں کے لئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

{۱} فقراء: قرآن نے زکوٰۃ کے جو مصارف بیان کئے ہیں اس میں سب سے پہلے فقیر کو بیان کیا ہے فقیر کا لفظ قرآن میں پانچ جگہ آیا ہے۔ (۹۳) اور اس کی جمع سات جگہ آئی ہے فقر ضرورت کے معنی میں (۹۴) اور قناعت کے معنی میں (۹۵) آیا ہے، فقہ حنفی کے مطابق فقیر اسے کہتے ہیں جو صاحب نصاب نہ ہو اور اپنی ضروریات پوری نہ کر پاتا ہو۔ (۹۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

يدخل فقراء المسلمين الجنة قبل اغنيائهم بنصف يوم وهو خمس مائة عام. (۹۷)

فقراء قیامت کے دن مالداروں سے نصف یوم پہلے داخل ہوں گے، یعنی پانچ سو سال پہلے۔

احناف کے نقطہ نظر سے فقیر اور مسکین دونوں ایک مد و مصرف ہے۔ (۹۸)

{۲} مساکین : لفظ مسکین قرآن میں گیارہ جگہ آیا ہے اور مساکین بارہ مقامات پر (۹۹) مسکین ذلیل اور کمزور کے معنی میں آیا ہے۔ (۱۰۰) فقہ حنفی کے نقطہ نظر سے مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یعنی ضروریات زندگی بھی نہ ہو۔ (۱۰۱) آپ ﷺ نے فرمایا:

الساعي على الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله. (۱۰۲)

بیوہ اور مسکین کی خدمت اور ان کے لئے کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ مسکین کی مدد کے لئے فقیر کے مقابلہ میں کفارہ یمین کفارہ صوم کفارہ ظہار اور کفارہ قتل محرم کی مد بھی رکھی گئی ہے۔ (۱۰۳) اور بے شمار مقامات پر مسکین کی مدد کے لئے ابھارا گیا ہے۔ (۱۰۴) آپ ﷺ نے بھی مسکینوں سے بے حد محبت کا اظہار کیا ہے۔ انس بن مالک سے روایت ہے آپ ﷺ دعا فرماتے تھے۔

اللَّهُمَّ أَحْيِيْنِيْ مِسْكِيْنًا وَأَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زَمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ (۱۰۵)

اے اللہ مجھے مسکین کی حیثیت سے زندہ رکھ مسکین کی حیثیت سے مار اور مسکینوں کے زمرہ میں شامل فرما۔

{۳} عاملین (ملازمین): جو لوگ جمع کرنے پر سرکاری طور سے مامور ہوں ان کی تنخواہیں بھی زکوٰۃ سے ادا کی جائیں گی، آپ ﷺ نے عتاب بن اسید کو مکہ میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے باقاعدہ تنخواہ پر ملازم رکھا، الاوائل کے مطابق یہ پہلے باقاعدہ ملازم تھے۔ (۱۰۶) عبداللہ بن ساعدیؓ جو اسی قسم کے کام پر مامور تھے، بلا تنخواہ کام کرتے تھے۔ انہیں تنخواہ دی جاتی تو نہیں لیتے تھے، حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو فرمایا میں بھی ایسا ہی کرتا تھا جب کوئی مجھے تنخواہ دیتا مگر آپ ﷺ نے فرمایا خذہ فتمولہ (۱۰۷) اس (تنخواہ) کو لے لو اور اس کے ذریعہ مالدار بن کر صدقہ (و خدمت) کرو آپ ﷺ نے عاملین کو حکم دیا کہ فرائض کس طرح انجام دیں فرمایا: لا تؤخذ صدقاتہم الا فی دورہم (۱۰۸) لوگوں کے پاس خود چل کر جاؤ اور ان کے ٹھکانوں سے زکوٰۃ وصول کرو انہیں اپنی خدمت میں نہ بلاؤ اور حکم دیا کہ زکوٰۃ میں عمدہ نہ بہت عمدہ مال لو نہ بالکل گھٹیا بلکہ درمیانہ لو۔ (۱۰۹) اور زکوٰۃ کے مال میں جو خیانت کرے گا قیامت کے دن وہی اونٹ بلبلاتا ہوا بکری منماتی ہوئی اس کے کاندھوں پر سوار قیامت کے دن آئے گی۔ (۱۱۰)

{۴} مؤلفۃ القلوب: یعنی غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے مالی مدد کرنا امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے، یہ مداب ختم ہوگئی اسلام پھیل چکا ہے۔ (۱۱۱) مگر دیگر اسے بھی زکوٰۃ کا مصرف سمجھتے ہیں، غیر مسلم کی بھی قسمیں ہیں: {۱} ایک غیر مسلم وہ ہے جو اسلام کی طرف مائل ہو، {۲} دوسرا وہ ہے جس کی برائی سے بچنا مقصود ہو، {۳} تیسرا وہ ہے جو اسلام قبول کر چکا ہے مگر تذبذب کا شکار ہے، {۴} ایک وہ افراد ہیں جو مسلمان ہیں، دشمن کی سرحد پر رہتے ہیں، ان کی مدد سے سرحد کی حفاظت مقصود ہو، {۵} ایک وہ لوگ ہیں جو کسی جماعت کے قبیلہ کے لیڈر ہیں، ان کی امداد سے اسلام و مسلمانوں کو تقویت ہوگی، یہ سب اس مد میں داخل ہیں۔ (۱۱۲) ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بھی انہی سے ملتی جلتی چار قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱۱۳) آپ ﷺ نے خود اس مد سے غیر مسلموں کی مالی مدد کی۔ (۱۱۴) حضرت سعدؓ سے طویل حدیث منقول ہے سعدؓ کے مکرر سوال پر کہ غیر مسلم کی مدد کیوں کی؟ فرمایا:

إِنِّيْ لَأَعْطِي الرَجُلَ وَغَيْرَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشِيَةَ أَنْ يَكْبَهُ: اللَّهُ فِي الْعَارِ. (۱۱۵)

اے سعدؓ اگر میں کسی شخص کو دیتا ہوں تو اس خوف سے دیتا ہوں کہ اگر اس کو نہ دیا جائے تو وہ کافر ہو جائے گا، اور اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں سرنگوں ڈال دے گا حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے، مگر اس کو نہیں دیتا اس لئے کہ اس سے ایسا خطرہ نہیں ہے۔

مکہ کے اکثر روساء جنہوں نے غزوہ حنین کے وقت اسلام قبول کیا تھا، ابھی تک مذہب الاعتقاد تھے۔ انہی جیسے لوگوں کو قرآن مجید

میں موکفۃ القلوب کہا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو نہایت فیاضانہ انعامات دیئے جن کی تفصیل یہ ہے۔ ابوسفیان مع اولاد ۱۳۰۰ اونٹ اور ۱۲۰ اوقیہ چاندی، حکیم بن حزام ۱۲۰۰ اونٹ، نصر بن حارث بن کلدہ ثقفی ۱۰۰ اونٹ، صفوان بن امیہ ۱۰۰ اونٹ، قیس بن عدی ۱۰۰ اونٹ، سہیل بن عمر ۱۰۰ اونٹ، حویطب بن عبد العزیٰ ۱۰۰ اونٹ، ان کے علاوہ تین غیر ملکی نو مسلم رئیس بھی ان انعامات کے مستحق ٹھہرے: اقرع بن حابس (تمیمی) ۱۰۰ اونٹ، عینیہ بن حصن (فزاری) ۱۰۰ اونٹ، مالک بن عوف (نصری) ۱۰۰ اونٹ، ان کے علاوہ بہت سے لوگوں کو پچاس پچاس اونٹ عطا فرمائے۔ (۱۱۶) امام ابو یوسف کی تالیف ”کتاب الخراج“ میں اگر ہم دیکھیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں۔ زکوٰۃ کی آمدنی سے یہودیوں کی بھی مدد فرماتے تھے، ایک روز وہ مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے دیکھا کہ ایک شخص بھیک مانگ رہا ہے۔ انہیں حیرت ہوئی کہ میرے زمانے میں لوگ بھیک مانگیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حکومت کا فریضہ ہے کہ غریبوں کی مدد کرے، انہیں کھلائے پلائے۔ اس سے پوچھتے ہیں تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں ایک یہودی ہوں اب تک کاروبار کیا کرتا تھا اور جزیہ دیا کرتا تھا۔ اب بوڑھا ہو گیا ہوں کام نہیں کر سکتا۔ لہذا مجبور ہوں کہ بھیک مانگوں۔ حضرت عمرؓ بے حد متاثر ہوئے فوراً اپنے افسر بیت المال کو حکم دیا کہ اس یہودی کے لئے روزینہ مقرر کر دیا جائے۔ (۱۱۷) ان کے الفاظ ہیں کہ ہذا من مساکین اہل الکتاب یہ مساکین کی مد میں آتا ہے، اس لئے زکوٰۃ سے اس کو رقم دی جائے۔ (۱۱۸) بلاذری نے لکھا ہے شام کے سفر کے دوران حضرت عمرؓ نے زکوٰۃ کی مد سے محتاج عیسائیوں کی بھی مدد کی۔ (۱۱۹)

{۵} الرقاب: اقوام عالم کے معاہدہ کے تحت غلامی کا دور چونکہ ختم ہو چکا ہے اس لئے یہ مد بھی باقی نہیں رہے،

{۶} غارم (مقروض): مقروض یا ضرورت مند کو مشکل سے نکالنے کے لئے زکوٰۃ کی مد سے اس کی مدد کرنا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں مثلاً تجارت کے لئے یا کسی اور کام کے لئے حکومت اس کو قرض دیتی ہے، اور قرض ظاہر ہے کہ بلا سود ہی ہوگا کیونکہ حکومت ہی وہ ادارہ ہے جو سود کی آمدنی کا خیال کئے بغیر رعایا ہی کی آمدنی رعایا ہی کو قرض دے سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا طرز عمل یہی نظر آتا ہے کہ وقتاً فوقتاً وہ لوگوں کو سرکاری خزانے سے بلا سود قرض دیتے تھے، اس سے خود حضرت عمرؓ بھی فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ ان کی آمدنی اور تنخواہ کم تھی۔ کبھی کبھی انہیں ضرورت پیش آتی تھی۔ تو وہ سرکاری خزانے سے قرض لیتے تھے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ماہ تنخواہ نہیں بٹتی تھی بلکہ چھ ماہ میں ایک بار یا سال میں دو مرتبہ تو اپنی تنخواہ ملنے پر وہ ادائیگی کر دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی طرح اور لوگوں کو بھی اس سے استفادہ کرنے کا موقع ملتا تھا۔ (۱۲۰)

{۷} فی سبیل اللہ: ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں: ”فی سبیل اللہ“ سے مراد فوجی انتظام اور دفاع کا انتظام ہے۔ سول ایڈمنسٹریشن ”عالمین علیہا“ میں شامل ہے۔ ”فی سبیل اللہ“ کے تحت پوری ملٹری ایڈمنسٹریشن آ جاتی ہے۔ سپاہیوں کی تنخواہ کی ادائیگی، اسلحہ کی فراہمی اور دیگر فوجی ضروریات سب اس مد کے تحت آ جاتی ہیں۔ نیز اور چیزیں بھی مثلاً مسجدوں کا بنانا کارواں سرائے تعمیر کرنا، مدرسوں کی تعمیر وغیرہ یہ ساری چیزیں فی سبیل اللہ کے تحت اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے تحت آ جاتی ہیں۔ (۱۲۱) لیکن عام علماء کی رائے ہے کہ زکوٰۃ میں ملکیت بھی شرط ہے۔ مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں ملکیت نہیں آتی اس لئے زکوٰۃ ایسے جگہوں پر خرچ نہیں ہو سکتی ہے۔ البتہ فی سبیل اللہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ (۱۲۲)

{۸} ابن السبیل (مسافر): ایسا مسافر جو چاہے اپنے ملک میں مالدار ہو اگر مسلم ملک میں آیا تو اس کی مدد کی جاسکتی ہے۔ خواہ یہ مسافر مسلم ہو یا غیر مسلم مالدار ہو یا غریب اور یہ مد قابل واپسی بھی نہیں۔ (۱۲۳) قابل غور بات یہ ہے کہ جس معاشرہ میں کفالت کا اتنا اہتمام ہو وہاں بھلا کیسے محرومی و غربت باقی رہ سکتی ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کے انفرادی فوائد

زکوٰۃ ۸ھ (۱۶۳) یا ۹ھ (۱۶۵) میں فرض ہوئی، جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں، اس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتا ہے، جس کا تذکرہ سورہ المائدہ میں ہے کہ اس زمانے میں آسمانی آگ جس کے صدقہ کو جلا دیتی گویا وہ قبول ہو گیا، جس کا نہیں جلاتی اس کا صدقہ گویا قبول نہیں ہوا، یہی کچھ قابیل و ہابیل بن آدم علیہم السلام کے ساتھ ہوا۔ (۱۶۶) بعد کی شریعتوں میں زکوٰۃ آگ کے حوالہ کرنے کے بجائے کمزوروں اور ضرورت مندوں کو دینے کی اجازت دے دی گئی، عہد نبوی ﷺ کے مکی دور میں زکوٰۃ فرض نہیں اختیاری تھی، صرف اتنا حکم آیا تھا: **وَالَّذِينَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مِّمَّا لِلنِّسَاءِ وَالْمَحْرُومِ**۔ (۱۶۷) یعنی خود حق ادا کریں بعد میں **حُذِرْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ** (۱۶۸) کے ذریعہ وصول کرنے کا حکم ملا۔ معمول تھا آپ ﷺ مختلف صحابہ کو جمع زکوٰۃ کے لئے مختلف قبائل میں بھیجتے جو زکوٰۃ وصول کر کے پھر آ کر آپ ﷺ کو حساب دیتے تھے۔ جیسا کہ ابن التیمیہ کے واقعہ سے واضح ہوتا ہے۔ (۱۶۹) الا وائل کے مطابق زکوٰۃ کی وصولی پر پہلا باقاعدہ ملازم عتاب بن اسید کو رکھا۔ (۱۷۰) عہد نبوی ﷺ کے بعد کچھ لوگوں نے حکومت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ (۱۷۱) یہاں تک کہ وہ تائب ہوئے، عہد عمرؓ میں یہی معمول رہا، عہد عثمانیؓ میں چونکہ اسلامی حکومت بہت وسیع ہو گئی اس کے جمع پر بقول ڈاکٹر حمید اللہ زیادہ خرچ آنے کا امکان تھا لہذا آپؓ نے لوگوں کو اجازت دے دی کہ وہ ہر سال زکوٰۃ کی رقم خود ہی قرآن کے احکامات کے مطابق تقسیم کر دیا کریں۔ (۱۷۲) اسی قسم کا تجزیہ خولہ شا کر الدجیلی کا بھی ہے۔ (۱۷۳) اسلام کا نظام زکوٰۃ تاریخ انسانیت میں جدید اور منفرد نظام ہے اور ایسا نظام ہے جس تک انسانی فکر کی کبھی رسائی نہیں ہوئی اور نہ کسی آسمانی شریعت نے اس قدر مفصل نظام وضع کیا۔ بلاشبہ اسلام کا نظام زکوٰۃ اجتماعی، سیاسی، اخلاقی اور دینی پہلوؤں کا حامل بے مثال مالی اور اقتصادی نظام ہے۔ زکوٰۃ مالی اور اقتصادی نظام اس لئے ہے کہ یہ ایک محدود مالی ٹیکس ہے۔ جو روس پر عائد ہوتا ہے جیسے زکوٰۃ الفطر اور اموال پر اور آمدنیوں پر عائد ہوتا ہے، جیسے عام زکوٰۃ، یہ بیت المال کا ایک مستقل اور دائمی مصدر ہے جو ناداروں کی اقتصادی ضروریات کی تکمیل کے لئے صرف ہوتی ہے اور کنز اور دولت کے ارتکاز کے خلاف ایک مؤثر جنگ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اسلام کے ہر حکم کے پیچھے ایک فلسفہ موجود ہے، ممکن ہے اس کی حکمتوں تک ہماری عقل کی رسائی نہ ہو مگر ہمیں اس پر عمل کا حکم ہے، زکوٰۃ کے حوالہ سے یہاں چند فوائد تحریر کر رہا ہوں۔

{ ۱ } بخل سے پاک کرتی ہے :

انسان کی فطرت ہے مال سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچانا چاہتا ہے، جیسا کہ سورہ الاسراء (۱۷۴) النساء (۱۷۵) اور سورہ الحشر (۱۷۶) میں بتایا گیا ہے۔ اور ارشاد نبوی ﷺ ہے: **بخل سے بچو اس کا عملی علاج زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔**

{ ۲ } مال کی محبت کم ہوتی ہے :

زکوٰۃ ادا کرنے میں چونکہ اپنے ہاتھ سے رقم خرچ کرتا ہے اس لئے دل سے اس کی محبت جاتی رہتی ہے۔ انسان مال کی محبت میں ذلیل ہوتا ہے، شرف انسانیت کو ضائع کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرنے سے اس بیماری کا علاج ہو جاتا ہے۔

{ ۳ } اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تربیب ہوتی ہے :

انسان کی فطرت میں جمع کرنے کی خواہش ہے، خرچ کی نہیں، زکوٰۃ ادا کرنے سے اس عادت کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ سورہ بقرہ (۱۷۷)، سورہ شوریٰ (۱۷۸)، سورہ آل عمران (۱۷۹)، سورہ الزاریات (۱۸۰) اور سورہ المعارج (۱۸۱) میں مسلمانوں کو اسی صفت کو اپنے اندر پیدا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

{۴} انسان صفات الہی سے متصف ہوتا ہے:

مخلوق پر احسان کرنا اللہ کی صفت ہے، انسان اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ (۱۸۲)

{۵} رظہا ر تشکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر انسان جو نئی صبح کرتا ہے اس پر ہر نعمت کا شکریہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ جسم کا شکریہ عبادت، مال کا شکریہ زکوٰۃ ہے۔

{۶} حب دنیا کا علاج ہوتا ہے:

زکوٰۃ کی ادائیگی انسان کو حب دنیا و حب مال سے نجات دلاتی ہے اور نجات حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ ما و دنیا کی محبت قلب کو اللہ سے غافل کر دیتی ہے اسی وجہ سے سورۃ التغابن میں مال کو آزمائش کہا گیا ہے۔ (۱۸۳)

{۷} طبیعت میں روحانی بلندی و انبساط پیدا ہوتا ہے:

اس لئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال پاک ہونے کے ساتھ روحانیت میں انشراح و انبساط پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ التوبہ میں تزکیہم (۱۸۴) سے اسی طرف اشارہ ہے۔

{۸} باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے:

مال انسانوں کی محبت میں سب سے بڑی دیوار ہے، جنہیں زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ اگر رشتہ دار ہوں تو حدیث نبوی ﷺ کی رو سے لہما اجر ان اجر القرابة و اجر الصدقة (۱۸۵) ڈبل ثواب ہے ایک رشتہ داری نبھانے کا دوسرے زکوٰۃ ادا کرنے کا اس اجر کے ساتھ رشتہ دار ہو یا اجنبی وہ بھی محبت کرنے لگتا ہے۔

{۹} مال پاک ہوتا ہے:

مال دوسروں کے حق کی وابستگی کی بنا پر آلودہ ہو جاتا ہے جب حق غیر ادا ہو جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: لیطیب ما بقى من اموالکم۔ (۱۸۶) زکوٰۃ اسی لئے ہے تاکہ بقیہ مال پاک ہو جائے۔

{۱۰} مال محفوظ رہتا ہے:

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال آسمانی بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ماتلف مال فی بربولا بحر الا بحبس الزکوٰۃ (۱۸۷) خشکی اور تری میں کوئی مال تباہ نہیں ہوا مگر اس کا باعث زکوٰۃ ادا نہ کرنا ہوتا ہے، اسی طرح فرمایا: ما خالطت الزکوٰۃ مالا قط الا اهلكتہ (۱۸۸) جس مال سے زکوٰۃ نہ نکالی جائے مال میں ملی رہے وہ مال ہلاک و تباہ ہو جاتا ہے۔

{۱۱} مال میں اضافہ ہوتا ہے:

بظاہر چند روپے کم ہوتے ہیں، لیکن اللہ اس میں برکت پیدا کر دیتا ہے۔ یہ اضافہ دو صورتوں میں ہوتا ہے آخرت میں انسانی خلوص کی بنیاد پر ہزار گنا تک اضافہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ سورۃ بقرہ (۱۸۹) میں فرمایا گیا اور دنیا میں بھی برکت ہوتی ہے، تھوڑی سی رقم سے زیادہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے، اسی کی طرف سورۃ روم (۱۹۰) سورۃ سبا (۱۹۱) سورۃ بقرہ (۱۹۲) میں اشارہ کیا گیا ہے۔

{۱۲} لوگوں کے بغض و حسد سے محفوظ رہتا ہے:

لوگوں کو جب ان کا حق ملتا ہے تو وہ اس کے لئے دعاء گو و مشکور ہوتے ہیں اس کی خوشحالی کو دیکھ کر حسد میں مبتلا نہیں ہوتے۔

{۱۳} مزید جدوجہد پر آمادہ کرتی ہے:

جب انسان خرچ کرتا ہے تو مزید کمانے کی جستجو کرتا ہے، جو زکوٰۃ وصول کرتا ہے وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

مستشرق کی رائے:

تھامس آرنلڈ اپنی تصنیف دعوتِ اسلام میں لکھتے ہیں: نظامِ زکوٰۃ اسلام کا ایک دینی فریضہ ہے، جو بڑی باریکی اور جزری سے اسلامی معاشرے میں اخوت اور بھائی چارہ پیدا کرتا ہے، جس میں ہر رنگ و نسل کے مسلمان برابر ہیں اور ایک نیا مسلمان ہونے والا شخص اسلام قبول کرتے ہی وہی مرتبہ حاصل کر لیتا ہے جو ایک قدیم مسلمان کا ہے۔ بلاشبہ نظامِ زکوٰۃ ایک منفرد اور بے مثل نظام ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کے اجتماعی فوائد

شفیق سب کے ادیب سب کے
رفیق سب کے حبیب سب کے
تخت ان پر درود ان پر
صلوٰۃ ان پر سلام ان پر
اہم ترین بات یہ ہے کہ زکوٰۃ کے اس کفالتی نظام کو موثر بنانے کے لئے آپ ﷺ نے معاذ کو حکم دیا:

تَوَخَّذْ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ وَتَرُدْ عَلَىٰ فَقَرَاءِهِمْ۔ (۱۹۳)

جس علاقہ کے مالداروں سے زکوٰۃ لی جائے گی اسی علاقہ کے غربا پر خرچ کی جائے گی۔

سنن ابی داؤد کی روایت ہے عمران بن حصین کو تحصیل دار مقرر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے زکوٰۃ وصول کر کے اسی علاقہ کے غرباء میں تقسیم کر دیا اور فرمایا اہم عہد رسالت میں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (۱۹۴) اسی رائے کا علامہ قرضاوی نے بھی اظہار کیا ہے۔ (۱۹۵)

ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں: زکوٰۃ میں اجتماعی رنگ موجود ہے جیسے ذوی الحاجات کی مدد کرنا اور فقراء مساکین، مقروض، مسافروں اور دیگر جہتمندوں کو مدد بہم پہنچانا، تعاون کی یہ صورت انفرادی بھی ہے کہ ان ضرورت مند افراد کی جدا جدا امداد ہوتی ہے اور یہ پورے معاشرے سے بھی تعاون ہے کہ پورے معاشرے کے ایک مشترکہ وجود کی حیثیت میں اعانت ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ فرد اور معاشرے کی حدود ایک دوسرے میں داخل ہیں اور معاشرہ فی الواقع افراد کے اجتماعی ہی کا نام ہے۔ اس لحاظ سے فرد کی تقویت اور اس کی مادی اور معنوی صلاحیتوں میں اضافہ معاشرے کی تقویت اور اس کو فروغ اور اس کی مادی اور معنوی صلاحیتوں میں اضافہ معاشرے کی تقویت اور اس کو فروغ دینا ہے، اور معاشرے پر اثر انداز ہونے والا ہر امر فرد پر بھی اثر انداز ہوتا ہے، خواہ افراد کو اس کا احساس ہو یا نہ ہو۔ بلاشبہ بے کار آدمی کو کام دلوانا، عاجز کی مدد کرنا، محتاج کی اعانت کرنا اور فقیر و مسکین اور مقروض کی ضرورتیں پوری کرنا اجتماعی مقاصد ہیں اور ان کی تکمیل سے معاشرے میں اجتماعی کفالت کا نظام بحال ہوتا ہے اور اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان وصول کنندگان کی ضرورتوں کے پورا ہو جانے کے لحاظ سے انفرادی مقاصد بھی بروئے کار آ جاتے ہیں۔ زکوٰۃ اسلام کے اجتماعی نظام کفالت کا ایک حصہ ہے۔ (۱۹۶)

مزید لکھتے ہیں: یہ مسلمانوں کی کوآپریٹو سائٹی ہے۔ یہ ان کی انشورنس کمپنی ہے یہ ان کا پراویڈنٹ فنڈ ہے، یہ ان کے لئے بے کاروں کا سرمایہ اعانت ہے، یہ ان کے معذوروں، اپاہجوں، بیماروں، یتیموں، بیواؤں کا ذریعہ پرورش ہے۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ وہ چیز ہے جو مسلمانوں کو فکر فرد اسے بالکل بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کا سیدھا سادھا اصول یہ ہے کہ آج تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو۔ کل تم نادار ہو گئے تو دوسرے تمہاری مدد کریں گے۔ تمہیں یہ فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ مفلس ہو گئے تو کیا بنے گا؟ مر گئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا؟ کوئی آفت ناگہانی آپڑی، بیمار ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، سیلاب آ گیا، دیوالہ نکل گیا تو ان مصیبتوں سے مخلصی کی کیا سبیل ہوگی؟ سفر میں پیسہ نہ رہا تو کیونکر گزر بسر ہوگی؟ ان سب فکروں سے صرف زکوٰۃ تم کو ہمیشہ کے لئے بے فکر کر دیتی ہے۔ تمہارا کام بس اتنا ہے کہ اپنی پس انداز کی ہوئی دولت میں سے ڈھائی فی صد دے کر اللہ کی انشورنس کمپنی میں اپنا بیمہ کرا لو، اس وقت تم کو اس دولت کی ضرورت نہیں ہے یہ ان کے کام

آئے گی، جو اس کے ضرورت مند ہیں۔ کل جب تم ضرورت مند ہو گے یا تمہاری اولاد ضرورت مند ہوگی تو نہ صرف تمہارا اپنا دیا ہوا مال بلکہ اس سے بھی زیادہ تم کو واپس ملے جائے گا۔ (۱۹۷)

ایک اور مستشرق لیوڈروش کہتا ہے کہ: اسلام دو عالمی اجتماعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ اولاً، ایک نظام اخوت قائم کر کے اجتماعیت تشکیل دیتا ہے۔ ثانیاً، زکوٰۃ فرض قرار دے کر اغنیاء کے مال میں فقراء کا حق متعین کر دیا ہے، یہاں تک کہ اگر اغنیاء نہ دیں تو فقراء زبردستی لے سکتے ہیں۔

ایک اسکالر کہتا ہے: کہ زکوٰۃ ایک دینی اور لازمی ٹیکس ہے، ایک اجتماعی نظام ہے جس میں فقراء کی مدد ہوتی ہے اور مستقل طور پر ان کی دست گیری کی جاتی ہے۔ تاریخ انسانیت میں اسلام نے سب سے پہلے یہ انوکھا اور منفرد نظام وضع کیا ہے کہ ایک ایسا ٹیکس عائد کیا جو عملاً ارباب ثروت سے لیا جاتا ہے اور فقراء میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ایک اجتماعی دائرہ میں امت کی وحدت قائم ہو جاتی ہے جس سے اسلامی نظام ایک ایسی اساس پر قائم ہوتا ہے جس میں نفرت و حسد نہیں ہوتا۔

فرانسیسی مستشرق ماسیناں کہتا ہے کہ: اسلام نے ابنائے معاشرہ کی کفالت کا اجتماعی اصول دے کر صحیح معنی میں تصور مساوات قائم کیا ہے اور زکوٰۃ عائد کی ہے جسے ہر شخص بیت المال کو ادا کرتا ہے جس سے تمام بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے اور انفرادی ملکیت اور تجارتی سرمایہ کاری کی توثیق ہوتی ہے، ربا کا خاتمہ ہوتا ہے، اور بالواسطہ ٹیکسوں سے نجات ملتی ہے اور اس طرح ایک ایسا معاشی نظام تشکیل پاتا ہے جو سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان ایک نظام عدل کی صورت میں ابھرتا ہے۔

ایک اطالوی مصنفہ فاغلیری لکھتی ہیں کہ: تقریباً تمام مذاہب نے صدقات کی اخلاقی اور اجتماعی اہمیت واضح کی ہے لیکن یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے صدقات کے فضائل بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اسے حکماً اور عملاً نافذ کر دیا کہ ہر شخص اپنی ثروت اور دولت میں سے ایک حصہ فقراء، محتاجین اور ضرورت مندوں کے لئے ادا کرے، اور اپنے نفس کو بخل سے پاک کر کے الہی کفالت کے نظام میں شریک ہو جائے۔ (۱۹۸) بقول جگن ناتھ آزاد۔

رہا جو بے کسوں کا آسرا، محسن شفیقوں کا
ضعیفوں کا سہارا اور محسن حق پرستوں کا

سلام اس پر جو حامی بن کے آیا غم خوار نصیبوں کا
مددگار و معاون بے بسوں کا زیر دستوں کا

تجاویز:

{۱} زکوٰۃ کا نظام سب پر نافذ کیا جائے حکومت خود وصول کر کے مجتہدین کو ان کا حصہ فراہم کرے تاکہ وہ اس کے حصول کے لئے آلہ کار اور انتہا پسندی کو فروغ دینے کا سبب نہ بنیں، {۲} زکوٰۃ اکاؤنٹ ہولڈرز کی کل جائداد پر نافذ کر کے وصول کی جائے یا انہیں تحریر مطلع کیا جائے کہ بقیہ مال پر خود ادا کر دیں۔ {۳} جو اکاؤنٹ کی رقم قرض ثابت ہو جائے وہ رقم واپس لوٹا دی جائے، {۴} حکومت علاقہ کے اعتبار سے مستحقین جنہیں زکوٰۃ دی جائے فہرست ڈی سی آفس پر آویزاں کرے اور اخبار میں اس کا اعلان کرے، {۵} علاقائی بنیاد پر جو کمیٹی بنائی جائے اس میں ایک ڈیفنس کا آدمی ایک جامع مسجد کا خطیب، ایک پروفیسر، ایک سوشل ویلفیئر سے وابستہ شخص لازماً شامل ہو اور مشترکہ دستخط سے امداد دی جائے۔ ممبران اپنا مالی اسٹیٹس تحریراً لکھ کر مہیا کریں، {۶} وڈیرہ، سیاستدان، صنعت کار، اس کمیٹی کا ممبر نہیں بن سکتا ہو، {۷} مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی مدد بھی موکفۃ القلوب کی مد سے کی جائے تاکہ وہ دشمن کے آلہ کار نہ بنیں، {۸} زکوٰۃ کی تقسیم ممبران کے دستخط کے بعد کسی بینک کو مخصوص کر کے وہاں سے دی جائے تاکہ حسابات چیک کرنا آسان ہو، {۹} جو طبقہ یا شخص حکومت کو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ کسی بھی درجہ میں اس کا ممبر نہیں بن سکے، {۱۰} زکوٰۃ کی تقسیم کو شرعی و شفاف بنایا جائے، {۱۱} حکومت کا یہ اختیار ختم کیا جائے کہ وہ اپنی صوابدید سے اس مد سے رقم نکال کر جہاں خرچ کرنا چاہے خرچ کر سکے، {۱۲} خواتین کے بینک اکاؤنٹ نہیں ہوتے لہذا ان سے زکوٰۃ بھی وصول نہیں

ہوتی انہیں زکوٰۃ کی ترغیب دلائی جائے، {۱۳} لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی ترغیب میڈیا و مذاکرہ کے ذریعہ دلائی جائے، {۱۴} اسلامی نظام کفالت کو رائج کیا جائے۔ کفالت کے لئے یتیموں و معذوروں کے ٹریننگ سینٹر قائم کر کے انہیں کام کے ساتھ ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے، یہ سینٹر علاقہ کی جامع مسجد درگاہوں اور رہا ہی پلاٹوں پر قائم ہو سکتے ہیں۔ {۱۵} قرضہ حسنہ ضرورت مندوں کو دیا جائے تاکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں۔ {۱۶} سادگی کو فروغ دیا جائے تاکہ لوگوں میں اعلیٰ اسٹیٹس کی دوڑ ختم ہو، {۱۷} نو مسلموں کو سماجی قانون معاشی و معاشرتی تحفظ فراہم کرنے کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے رقم مختص کی جائے تاکہ وہ دباؤ کا شکار ہو کر دوبارہ کفر کی طرف نہ لوٹیں ورنہ سارے مسلمان گناہ گار ہوں گے، میں امید واثق رکھتا ہوں موجودہ وزیر صاحب جو انتہائی صاحب علم با اختیار اور کچھ کر گزرنے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں وہ اس نظام زکوٰۃ کو نظام کفالت میں تبدیل کر کے اس ملک اور اس کے غرباء پر احسان عظیم کر کے تاقیامت اپنا نام زندہ رکھیں گے اور اسلام کی سرخروئی کا ذریعہ بنیں گے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انساں

تصت بالخیر

حواشی و حوالہ جات

- ۱۔ محمد زبیر بدر بن محمد بیت المال فی نظام ال اسلام فی القانون الباکستانی (مقالہ: ایم اے الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ اسلام آباد، غیر مطبوعہ) ص/۴۱ تا ۱۰۷ اور اسلامی ریاست میں نظام بیت المال کا ارتقاء اور پاکستان میں اس کے مروجہ قوانین کا جائزہ، شیر علی (مقالہ: ایم فل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد غیر مطبوعہ) ص/۳۰ تا ۸۹
- ۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور) دانش گاہ پنجاب ۱۹۷۳ء) ص/۶۵، ج/۱۰،
- ۳۔ المنجد فی اللغۃ، ص/۳۰۳،
- ۴۔ دیکھئے المعجم المفہرس محمد فواد عبدالباقی کی (دانش گاہ تہران ۱۳۷۶) ص/۲۲۱-۲۲۲ اور جہانگیری قرآنی اشاریہ سرور حسین (کراچی، تعلیمات القرآن ۱۹۹۲ء) ص/۳۹۳، موسوعۃ نظریۃ النعم کے مطابق ۵۱، مقامات پر، ج/۶، ص/۲۱۹۹
- ۵۔ جیسے هُوَ اَزْکٰی لَکُمْ، النور/۲۸،
- ۶۔ جیسے فَلَیَنْظُرْ اَیُّہَا اَزْکٰی لَکُمْ طَعَامًا۔ الکہف/۱۹،
- ۷۔ جیسے اَفَلَنْتَ نَفْسًا رَّکِیَّةً الْکَہْف/۷۴،
- ۸۔ جیسے اَنْ یُّبَدِّلَہُمَا رَّبُّہُمَا خَیْرًا مِنْہُ زَکَاةً۔ الْکَہْف/۷۴،
- ۹۔ جیسے مَا رَکٰی مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ النور/۲۱،
- ۱۰۔ جیسے وَمَنْ نَزَّکٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکٰی لِنَفْسِہِ الْفَاطُر/۱۸،
- ۱۱۔ جیسے وَمَا عَلَیْکَ الْاَیُّزَکٰی عَمَس/۷،
- ۱۲۔ جیسے فَلَا تَرْکُوْا اَنْفُسَکُمْ النجم/۳۲،
- ۱۳۔ جیسے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکَّاهَا الشَّمْس/۹،
- ۱۴۔ جیسے وَاَتُوْا الزَّکَاةَ الْبَقْرَہ/۴۳، البینۃ/۵ وغیرہ،
- ۱۵۔ قاسم بن عبد اللہ القنوی الرومی الحنفی انیس الفقہاء (محولہ بالا) ص/۱۳۱-۱۳۲، ابن منظور کی لسان العرب (بیروت دار صادر ۱۹۵۶ء) ص/۳۵۹، ج/۱۴، المصباح الممیر، ص/۲۵۴، ج/۱، القاموس المحیط فیروز آبادی (بیروت دار الجلیل) ص/۳۳۹، ج/۴، المفردات امام

- راغب، ص/۲۱۸، المعجم الوسيط (إحياء التراث العربي قطر ۱۴۰۶) ص/۳۹۶، ج/۱، اور معجم مقاییس اللغة أبي الحسن أحمد بن فارس (تہران، مکتب الاعلام الاسلامی ۱۴۰۴) ص/۱۷، ج/۳،
- ۱۶۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف، فقہ الزکوٰۃ، ج/۱، ص/۴۰،
- ۱۷۔ ابن نجیم، زین الدین البحر الرائق شرح کنز الدقائق (کونین، مکتبہ الماجدیہ) ص/۲۰۱، ج/۲،
- ۱۸۔ موسوعۃ نظرۃ النعیم، ص/۲۱۹-۲۱۹۸، ج/۶،
- ۱۹۔ سورۃ النساء/۵،
- ۲۰۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور (بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور ۱۴۰۱ھ) ص/۲۷۸،
- ۲۱۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ (مترجم: ساجد الرحمن صدیقی، لاہور، البدر پبلیکیشنز اردو بازار ۱۹۸۱ء) ص/۸، ج/۳،
- ۲۲۔ سورۃ التوبہ/۵۸-۶۰،
- ۲۳۔ ابی الحسن الواحدی کے مطابق وہ حقوق بن زہیر بن ذی الخویصرہ التیمی (بانی فرقہ خوارج) تھا، اور کلبی کے مطابق یہ منافقین تھے دیکھئے: اسباب نزول القرآن ابی الحسن علی بن احمد الواحدی (م ۶۸۸ھ) تحقیق کمال بیسونی زغلول دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۸ء، ص/۲۵۳،
- ۲۴۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور، ص/۲۷۶-۲۷۷،
- ۲۵۔ ہاشمی، مولانا عبد القدوس، (سہ ماہی) منہاج لاہور ۱۹۹۱ء، دیال سنگھ لائبریری، ص/۱۶۴-۱۷۵،
- ۲۶۔ کیلانی، محمد اقبال کتاب الزکوٰۃ (گوجرانوالہ، حدیث پبلیکیشنز ۱۹۹۴ء) ص/۲۲-۲۳،
- ۲۷۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، (کراچی، قدیمی کتب خانہ ۱۹۶۵ء) کتاب الزکوٰۃ، فتح الباری لابن حجر عسقلانی (تحقیق: محب الدین الخطیب قاہرہ، دارالریان للتراث ۱۴۰۷ھ) حدیث نمبر ۷۲۸۴-۷۲۸۵، ج/۱۳، اور صحیح مسلم محمد بن حجاج القشیری (بیروت، داراحیاء التراث العربی) حدیث نمبر ۲۰،
- ۲۸۔ ندوی، مجیب اللہ، اسلامی فقہ (لاہور، پروگریسیو بکس) ص/۴۲۹، ج/۱،
- ۲۹۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (مترجم: محمد عادل خاں لاہور مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار ۱۹۷۹ء) کتاب الایمان اور فتح الباری ابن حجر عسقلانی، حدیث ۸/ج/۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۶،
- ۳۰۔ ندوی، مجیب اللہ، اسلامی فقہ (محولہ بالا) ص/۴۲۴، ج/۱،
- ۳۱۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ (مترجم: ساجد الرحمن صدیقی، لاہور، البدر پبلیکیشنز اردو بازار ۱۹۸۱ء) ص/۶۲، ج/۱،
- ۳۲۔ سورۃ الانبیاء/۷۳،
- ۳۳۔ سورۃ مریم/۵۴،
- ۳۴۔ سورۃ بقرہ/۸۳،
- ۳۵۔ سورۃ المائدہ/۱۲،
- ۳۶۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور (محولہ بالا) ص/۲۷۸،
- ۳۷۔ احبار: ۲۷، ۳۰، ۳۲،
- ۳۸۔ خروج: ۳۰، ۱۳، ۱۵،
- ۳۹۔ خروج: ۳۰، ۳۸، ۲۶،
- ۴۰۔ العهد القدیم سفر التثنیۃ الاصحاح: ۳۵/۲،
- ۴۱۔ سفر الخروج الاصحاح: ۵/۱۵-۱۶،

- ۴۲۔ سفر العدد، الاصحاح: ۲۶/۵۲-۵۴،
- ۴۳۔ العبادی، الدكتور عبدالسلام داؤد، الملكية فی الشريعة الاسلامیة طبیعتها ووظیفتها وقيودها دراسة مقارنة بالقوانين الوضعیة (محولہ بالا) ص/۶۱، ج/۱،
- ۴۴۔ سورة القصص/۷۶، میں ان قارون کان من قوم موسیٰ
- ۴۵۔ سورة النساء/۱۶۱، میں فنظلم من الذین هادوا
- ۴۶۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری باب ما ذکر عن بنی اسرائیل،
- ۴۷۔ العبادی، الدكتور عبدالسلام داؤد، الملكية فی الشريعة الاسلامیة طبیعتها ووظیفتها وقيودها دراسة مقارنة بالقوانين الوضعیة (محولہ بالا) ص/۶۲، ج/۱،
- ۴۸۔ سورة مریم/۳۱،
- ۴۹۔ سورة البیئة/۵،
- ۵۰۔ تورات سفر امثال، الاصحاح: ۲۱،
- ۵۱۔ تورات سفر، الاصحاح: ۲۲،
- ۵۲۔ سفر امثال: ۲۷،
- ۵۳۔ سفر التثنیة الاصحاح: ۱۵،
- ۵۴۔ الاصحاح: ۱۴،
- ۵۵۔ الاصحاح: ۱۳ اور انجیل لوقا فقرہ: ۳۳،
- ۵۶۔ انجیل لوقا فقرہ: ۱۰۰-۱۲۰،
- ۵۷۔ الاصحاح: ۱۱، فقرہ/۴۱،
- ۵۸۔ الاصحاح: ۲۱،
- ۵۹۔ الاصحاح: ۵، انجیل متی ۴۱-۴۲،
- ۶۰۔ الاصحاح: ۱-۴،
- ۶۱۔ الاصحاح: ۱۰-۴۲،
- ۶۲۔ انجیل لوقا: ۱۸-۱۰،
- ۶۳۔ انجیل لوقا ۲۱ ویں باب کی پہلی آیت،
- ۶۴۔ متی: ۱۹-۲۴،
- ۶۵۔ متی: ۱۷-۲۴،
- ۶۶۔ سعد اللہ، حافظ محمد، غریبوں کا والی (لاہور، دیال سنگھ، ٹرسٹ لائبریری ۱۹۹۴ء)، ص/۳۰، اور ڈاکٹر قرضاوی کی فقہ الزکوٰۃ، ص/۶۱، ج/۱،
- ۶۷۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد خطبات بہاولپور، ص/۲۷۲-۲۷۳،
- ۶۸۔ دیکھئے: بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، ص/۴۶، ج/۱،
- ۶۹۔ بشری امام الدین، پیارے بچوں کے لئے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، (کراچی مکتبہ یادگار شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ممیٰ ۲۰۰۰ء) ص/۳۷،
- ۷۰۔ باسلامہ، حسین عبداللہ حیاء سید العرب، (بیروت، دار الفکر العربی ۱۹۹۲ء) ص/۴۴، ج/۱،
- ۷۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی (مطبوعہ مصر) ص/۳۳۸، ج/۱،

- ۷۲۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ص ۶/ج ۱، اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۷۷۳،
- ۷۳۔ ابی یوسف، کتاب الخراج، ص ۱۱۴،
- ۷۴۔ سورۃ بقرہ/ ۱۷۳
- ۷۵۔ سورۃ مریم/ ۵۵
- ۷۶۔ سورۃ مریم/ ۳۰
- ۷۷۔ موسوعۃ نظرۃ الیتیم، ص ۲۱۹۹ تا ۲۲۰۵، ج ۶/
- ۷۸۔ سورۃ النور/ ۵۶
- ۷۹۔ سورۃ التوبہ/ ۱۰۳
- ۸۰۔ سورۃ آل عمران/ ۱۸۰
- ۸۱۔ سورۃ التوبہ/ ۳۴-۳۵
- ۸۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الایمان حدیث نمبر ۸،
- ۸۳۔ الترمذی، ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع الترمذی، حدیث نمبر ۶۱۶،
- ۸۴۔ بن حنبل، امام احمد مسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۴، ج ۵،
- ۸۵۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، حدیث نمبر ۱۳۹۷، ج ۳، اور صحیح مسلم، حدیث نمبر ۹۸۶،
- ۸۶۔ ابوداؤد، سلیمان بن أشعث سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۵۶۳
- ۸۷۔ مسلم، بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، حدیث نمبر ۱۰۷۲،
- ۸۸۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری حدیث نمبر ۳۰۷۲، ج ۶، اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۰۶۹،
- ۸۹۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری حدیث نمبر ۱۴۲۷، ج ۳، اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۴،
- ۹۰۔ قاسم بن عبداللہ القنوی، انیس الفقہاء، ص ۱۳۴
- ۹۱۔ الواحدی، ابی الحسن علی بن احمد اسباب نزول القرآن، بیروت، دارالکتب العلمیۃ ۱۹۹۸ء) ص ۲۵۳،
- ۹۲۔ سورۃ التوبہ/ ۶۰
- ۹۳۔ سورۃ آل عمران/ ۱۸۱، النساء/ ۶ اور ۱۳۵، سورۃ الحج/ ۲۸، سورۃ القصص/ ۲۴،
- ۹۴۔ جیسے سورۃ محمد/ ۳۸، اور الضحیٰ/ ۸، میں استعمال ہوا ہے۔
- ۹۵۔ بازمول، محمد بن عمر بن سالم احکام الفقیر والمسکین (بیروت، دارالبشائر ۱۹۹۹ء) ص ۲۱،
- ۹۶۔ ندوی، مجیب اللہ اسلامی فقہ (محولہ بالا) ص ۴۶۳، ج ۱، اور فقہ الزکوٰۃ ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ص ۱۲، ج ۳،
- ۹۷۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء ان فقراء المهاجرین یدخلون الجنة قبل اغنیائهم، حدیث نمبر ۲۳۵۴،
- ۹۸۔ حاشیۃ الدسوقی، ص ۴۹۲، ج ۱،
- ۹۹۔ بازمول، محمد بن عمر بن سالم احکام الفقیر والمسکین (محولہ بالا) ص ۲۲-۲۴،
- ۱۰۱۔ الزبیدی، محمد مرتضیٰ تاج العروس، ص ۲۳۷، ج ۹،
- ۱۰۲۔ ندوی، مجیب اللہ اسلامی فقہ (محولہ بالا) ص ۴۶۳، ج ۱، اور فقہ الزکوٰۃ ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ص ۱۵، ج ۳،
- ۱۰۳۔ البخاری محمد بن اسماعیل صحیح البخاری کتاب النفقات باب فضل النفقة علی الابل، حدیث نمبر ۵۳۵۳ اور صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق باب فضل الاحسان إلی الأرملة والمسکین والیتیم حدیث نمبر ۲۹۸۲،

- ۱۰۴۔ سورۃ المائدہ / ۸۹، اور ۹۵ سورۃ المجادلۃ ۲-۴، سورۃ الاسراء / ۲۶، سورۃ البقرہ / ۲۱۵ اور ۱۷۷،
- ۱۰۵۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ جامع الترمذی کتاب الزہد باب ما جاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنياهم، حدیث نمبر ۳۲۵۳، سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب مجالسة الفقراء، حدیث نمبر ۴۱۲۶،
- ۱۰۶۔ ہاشم الخطیب، السید کتاب الاوائل فی الاسلام (محولہ بالا)، ص/۶۹،
- ۱۰۷۔ البخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری کتاب الاحکام باب رزق الحکام، ص/۸۴، ج/۹، اور صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب إباحة الاخذ لمن اعطى من غير مسئلة، ص/۴۱۶، ج/۱،
- ۱۰۸۔ السجستانی، سلیمان بن اشعث سنن أبوداؤد، باب این تصدق الاموال،
- ۱۰۹۔ البخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری باب لا تؤخذ کرائم اموال الناس فی الصدقة
- ۱۱۰۔ المنذری، ابی محمد ذکی الدین الترغیب والترہیب (دار احیاء التراث العربی ۱۳۸۸ھ) باب الترغیب فی العمل علی الصدقة بالتقویٰ،
- ۱۱۱۔ ندوی، مجیب اللہ اسلامی فقہ، ص/۴۶۵، ج/۱،
- ۱۱۲۔ ایضاً،
- ۱۱۳۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد خطبات بہاولپور، ص/۲۸۰-۲۸۱،
- ۱۱۴۔ القشیری، مسلم بن حجاج صحیح المسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤمنین قلوبہم علی الاسلام، ص/۴۲۲، ج/۱،
- ۱۱۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الایمان باب اذالم یکن الایمان علی الحقیقۃ، ص/۱۳، ج/۱، اور صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء من یناف علی ایمانہ، ص/۴۲۱، ج/۱،
- ۱۱۶۔ سعد اللہ، حافظ محمد، وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والے (لاہور اقبال پبلشنگ ۱۹۹۹ء) ص/۱۵۰، بحوالہ طبقات ابن سعد، ص/۱۱۰، زرقانی علی المواہب، ص/۴۳، ج/۳، السیرۃ النبویۃ ابو حاتم تیمی، ص/۳۵۷،
- ۱۱۷۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد خطبات بہاولپور، ص/۲۸۰،
- ۱۱۸۔ ایضاً،
- ۱۱۹۔ ایضاً، ص/۲۸۲،
- ۱۲۰۔ ایضاً، ص/۲۸۱-۲۸۲،
- ۱۲۱۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد خطبات بہاولپور، ص/۲۸۲، مبشر احمد، قرض حسنہ (سہ ماہی) منہاج لاہور، جنوری ۱۹۹۲ء، ص/۲۹۶،
- ۱۲۲۔ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر (مترجم: کراچی نور محمد اصح المطابع)، ص/۷۱، ج/۲،
- ۱۲۳۔ الطبری، ابن جریر، تفسیر طبری، ص/۱۱۵، ج/۱۰،
- ۱۲۴۔ یہ شبلی نعمانی کی رائے ہے دیکھئے: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص/۱۳، ج/۵،
- ۱۲۵۔ یہ ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے ہے دیکھئے خطبات بہاولپور، ص/۲۷۱،
- ۱۲۶۔ سورۃ المائدہ / ۲۷-۳۱،
- ۱۲۷۔ سورۃ المعارج / ۲۴،
- ۱۲۸۔ سورۃ التوبۃ / ۱۰۳،
- ۱۲۹۔ اسنے زکوۃ کی وصولی کے بعد کہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زکوۃ کا مال جمع کیا ہے اور یہ مال مجھے ہدیہ ملا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت خفا ہوئے، یہ واقعہ صحیح مسلم کتاب الامارات باب تحریم ہدایا العمال میں موجود ہے۔
- ۱۷۰۔ ہاشم خطیب، السید، کتاب الاوائل فی الاسلام (بغداد مطبعة الجاخذ ۱۸۸۰ء) ص/۶۹،

- ۱۷۱۔ ابن حجر عسقلانی فتح الباری ص/ ۲۸۴، ج/ ۱۳، صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۰
- ۱۷۲۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور، ص/ ۲۸۳،
- ۱۷۳۔ الدجیلی، خولہ شاکر بیت المال نشاتہ و تظورہ (بغداد، مطبعة وزارة الاوقاف ۱۹۷۶ء) ص/ ۱۰۳،
- ۱۷۴۔ سورہ الاسراء/ ۱۰۰، وكان الانسان قتورا،
- ۱۷۵۔ سورہ النساء/ ۱۲۸،
- ۱۷۶۔ الحشر/ ۹، التغابن/ ۱۶،
- ۱۷۷۔ سورہ بقرہ/ ۱-۳، اور ۲۷۴،
- ۱۷۸۔ سورہ شوریٰ/ ۳۶-۳۸،
- ۱۷۹۔ سورہ آل عمران/ ۱۷، اور ۱۳۴،
- ۱۸۰۔ سورہ الذاریات/ ۱۲-۱۹،
- ۱۸۱۔ سورہ المعارج/ ۲۴-۲۵،
- ۱۸۲۔ القرضاوی ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ، ص/ ۲۵-۲۶، ج/ ۴،
- ۱۸۳۔ سورہ التغابن/ ۱۵، یہی حکم سورہ الانبیاء/ ۳۵، میں ہے۔
- ۱۸۴۔ سورہ التوبة/ ۱۰۳،
- ۱۸۵۔ القشیری، مسلم بن الحجاج صحیح المسلم باب فضل الصدقة علی الاقربین (کراچی، قادیانی کتب خانہ ۱۹۵۶ء) ص/ ۳۲۳، ج/ ۱،
- ۱۸۶۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الزکوٰۃ،
- ۱۸۷۔ المنذری الترغیب والترہیب، ص/ ۱۲، ج/ ۱،
- ۱۸۸۔ شافعی، مسند الشافعی، الباب الاول فی الامر بها والتحديد علی ترکها،
- ۱۸۹۔ سورہ بقرہ/ ۲۶۱،
- ۱۹۰۔ سورہ الروم/ ۳۹،
- ۱۹۱۔ سورہ سبا/ ۳۹،
- ۱۹۲۔ سورہ بقرہ/ ۲۷۶،
- ۱۹۳۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الزکاۃ
- ۱۹۴۔ السجستانی، سلیمان بن اشعث سنن أبی داؤد باب فی الزکوٰۃ ہل تحمل من بلد إلى بلد،
- ۱۹۵۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ، ص/ ۱۲، ج/ ۳،
- ۱۹۶۔ عبد الحمید، نظام الدین، العبادة وآثارها النفسية والاجتماعية (بغداد، مکتبہ القدس) ص/ ۸۰، ڈاکٹر یوسف، القرضاوی، فقہ الزکوٰۃ، ص/ ۵۰، ج/ ۴، اور موسوعۃ نظریۃ النعم، ص/ ۲۲۱۶، ج/ ۶،
- ۱۹۷۔ عبد الحمید، نظام الدین، العبادة وآثارها النفسية والاجتماعية، ص/ ۸۰-ج/ ۶، اور فقہ الزکوٰۃ قرضاوی، ص/ ۵۰، ج/ ۴، اور موسوعۃ نظریۃ النعم، ص/ ۲۲۱۶، ج/ ۶،
- ۱۹۸۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ، ص/ ۳۱۹-۳۲۱، ج/ ۴

